حضرت یسوع مسیح کی شان میں بے ادبی کرنے والے کو بھی سزا ملنی چاہیے۔ کیوں کہ مذہب تو سب کے لیے قابلِ احترام ہے۔ جب مسلمان اہل کتاب ہیں تو ہم بھی اہل کتاب ہیں۔ کوئی بھی شخص اگر کسی بھی مذہب کے خلاف کچھ حرکت کرے تو اِس کو سزا ملنی چاہیے۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور، جمعہ میگزین، ۷ جنوری ۱۹۹۴ء)

"جداگانہ طریق انتخاب" کے خلاف مہم

اکتوبر ۱۹۹۳ء کے انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنے انتخابی منشور میں واضح الفاظ میں وعدہ کیا تھا کہ

> پاکستان پیپلز پارٹی اس امر کو یقینی بنائے گی کہ اولاً اقلیتیں قومی دھارے کا حصہ بن جائیں۔ ثانیاً اُن کے مذہب، ثقافتوں اور اُن کی آبادی کے تناسب سے قانون ساز اداروں میں اُن کی نمائندگی کا تحفظ ہو۔ اس کے ساتھ ۱۹۷۳ء کے دستور کی وہ شق بحال کریں گے جس کے تحت اقلیتوں کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی تمام نشستوں کے لیے ووٹ دینے یا ان پر منتخب ہونے کا حق حاصل ہے۔ مزید برآں موجودہ تعداد میں ہر اقلیت کی نشستیں مخصوص رہیں گی۔

انتخابات کے نتیجے میں وفاقی سطح پر پاکستان پیپلز پارٹی اقتدار کی غالب شریک بن گئی مگر ابھی دستور میں ترمیم کا معاملہ آسان نظر نہیں آتا، تاہم پارٹی قیادت نے اقلیتوں اور بالخصوص مسیحی اقلیت کو خوش رکھنے کے لیے اقدامات کیے ہیں۔ جناب جے - سالک وفاقی وزیر بن چکے ہیں اور مسیحی برادری کے مسائل کے سلسلے میں اقدامات کیے جا رہے ہیں، تاہم طریقِ انتخاب کے حوالے سے تبدیلی لانے کے لیے مسیحی برادری عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا رہی ہے اور اُنہیں سیاسی سطح پر سیکولر طبقے کی بھرپور تائید حاصل ہے۔

۷ جنوری ۱۹۹۴ء کو "ادارۂ امن و انصاف کراچی" کے زیرِ اہتمام "اقلیتی نمائندگی کے بارے میں آئین کا مطالعہ" کے موضوع پر ایک روزہ ورکشاپ منعقد ہوئی۔ ملک بھر سے ۶۱ مندوبین نے شرکت کی۔ مسیحی مذہبی اور سیاسی رہنماؤں کے ساتھ غیر مسیحی سیکولر طبقے کی نمائندگی بھی تھی۔ اسقف حیدرآباد تقدس مآب بشیر جیون کی دعا سے ورکشاپ کا آغاز ہوا۔

اسقفِ اعظم ڈاکٹر سمین پریرا نے اپنے افتتاحی خطاب میں کہا کہ "گزشتہ پندرہ سالوں سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے حقوق بتدریج غصب کیے جا رہے ہیں اور ہم مذہبی رہنما اساقف کو جداگانہ

استخابات کے خلاف اندیشوں سے بڑا دکھ پہنچا ہے۔ ہندوستان میں جداگانہ انتخابات کی بنیاد وہاں کی مسلم اقلیت کی بھاری تعداد تھی مگر پاکستان میں جداگانہ نظامِ انتخاب ہمارے لیے کوئی مسئلہ نہیں مگر دکھ اس بات کا ہے کہ ہمیں دوسرے درجے کا شہری گردانا جاتا ہے۔ ہم تو یہاں برابر کے شہری ہیں۔"

"ادارہ امن و انصاف" کے سیکرٹری فادر آرنلڈ ہریڈیا نے اپنے خطاب میں کہا کہ "جداگانہ انتخابات کا مطالبہ اقلیتوں کا ہرگز نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو بڑی آسانی سے اسے غیر حب الوطنی یا تخریب گردانا جاتا۔" ایم - ایل - شاہانی نے جداگانہ طریقِ انتخاب کا پس منظر اور پاکستان کی سیاست پر بحث کرنے کے بعد کہا کہ جداگانہ طریق انتخاب آئین کی دفعہ ۲۵ (جس میں برابری کی ضمانت دی گئی ہے) اور دفعہ ۲ الف (قرارداد مقاصد) کی خلاف ورزی ہے۔

بلوچستان اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر بشیر مسیح نے کہا کہ "شاتم رسول کی سزا گل مسیح کو مل سکتی ہے۔ گل محمد کو گستاخِ مسیح کی سزا کیوں نہیں ملتی۔" انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں جداگانہ انتخاب چاہیے، نہ مخلوط، ہمیں صرف پاکستانی رہنے دیا جائے اور ہمیں پاکستانی کے طور پر حقوق چاہییں۔ مگر "پہلے ہم متحد تو ہولیں پھر مخلوط انتخابات کا نعرہ لگائیں۔"

ورکشاپ کے باقی شرکاء مائیکل جاوید (رکن سندھ اسمبلی)، فادر بونی مینڈس، پیٹر جیکب ولدار کے خطاب کے بعد عاصمہ جہانگیر نے صدارتی خطبے کے بعد کہا کہ "ہر شہری کو آزادی سے رائے دینے کا حق ہے لیکن جداگانہ انتخابات کے ذریعہ اسے نامنظور کیا گیا ہے۔" جداگانہ انتخاب کے خاتمے اور اقلیتوں کے لیے مخصوص نشستوں کے مطالبے کے پس منظر میں انہوں نے کہا کہ "اسپیشل نشستوں کا کوئی تصور نہیں ہے لہذا اقلیتوں کو عام نشستوں پر انتخاب لڑنے کی اجازت ہونی چاہیے۔"

ورکشاپ کے اختتام پر حسبِ ذیل تجاویز پیش کی گئی۔

"۱۔ جداگانہ انتخابات سے غیر مسلموں کو اسمبلیوں اور دیگر لوکل باڈیز میں یقینی نمائندگی دی جاتی ہے۔ حلقہ بندیوں کے ذریعہ زیادہ موثر نمائندگی دی جانی چاہیے اور سینیٹ میں بھی نمائندگی دی جائے۔

۲۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کا ازسرِ نو مطالعہ کیا جائے اور تمام شہریوں کو برابر حقوق حاصل ہوں۔

۳۔ سیاسی جماعتیں غیر مسلموں کو ۵ فیصد نشستیں دیں۔

۴۔ سیاسی شعور بیدار کیا جائے اور بنیادی حقوق بحال کیے جائیں اور خواتین کے حقوق کا بھی تحفظ کیا جائے۔

۵۔ مذہبی رہنما پاکستان میں غیر مسلموں کے حقوق کی بحالی کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ غیر سرکاری تنظیمیں حقوق انسانی کمیشن برائے پاکستان، بار ایسوسی ایشن، پریس کلب، طلبہ تنظیمیں ورکشاپ، سیمینار اور ریلیز منعقد کریں۔

۶۔ صوبائی اور قومی سطح پر رابطہ گروپ قائم کیے جائیں۔ صوبائی اور فیڈرل سطح پر وزارتوں، سینیٹ اور

وزیر اعظم پاکستان سے رابطہ قائم کریں۔
۷۔ سیمینار اور اجلاس میں حکومتی عہدیداروں کو مدعو کیا جائے تاکہ اُن کا نقطۂ نظر معلوم ہو اور مؤثر نمائندگی حاصل ہو۔
۸۔ برابری کی سطح پر نمائندگی کو مطبوعہ اور برقیاتی ذرائع ابلاغ سے مطلع کیا جائے۔
۹۔ تمام مذکورہ بالا معاملات میں غیر مسلموں کے نمائندوں کی معاونت حاصل کی جائے۔" (رپورٹ: ماہنامہ "جفاکش"، کراچی - فروری ۱۹۹۴ء)

نیشنل ایکشن کمیٹی کا قیام

۲۲ جنوری کو "جسٹس اینڈ پیس کمشن پاکستان" کے زیر اہتمام کیپوچن ہاؤس لاہور میں "مخلوط انتخابات کی بحالی کے لیے نیشنل نیٹ ورکنگ" پر ایک ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا۔ ورکشاپ میں ۵۰ کے قریب مسیحی و مسلم اور خواتین و حضرات نے شرکت کی۔

"ورکشاپ کے شرکاء نے جداگانہ انتخابات کو مکمل طور پر رد کر دیا اور مخلوط انتخابات کی بحالی کے لیے مشترکہ پلیٹ فارم سے جدوجہد کا فیصلہ کیا۔ مختلف تنظیموں کو ایک پلیٹ فارم پر لا کر ایک "نیشنل ایکشن کمیٹی برائے بحالی مخلوط انتخابات" تشکیل دی گئی۔ پاکستان بھر سے اس میں ۱۳ ممبران کو شامل کیا گیا۔ یہ کمیٹی لوگوں کو بنیادی سطح پر ایشو سے باخبر کرے گی اور حکومتی سطح پر بھی اپنے مطالبہ کے لیے رابطہ رکھے گی۔" (پندرہ روزہ "شاداب" لاہور - فروری ۱۹۹۴ء)

اقلیتی کمشن کی تشکیل نو کا مطالبہ

[جناب معین قریشی کی نگران حکومت کی جانب سے اقلیتی کمشن کی تشکیل پر پندرہ روزہ "شاداب" (لاہور) کا نقطۂ نظر ماہنامہ "عالمِ اسلام اور عیسائیت" کی اشاعت بابت نومبر ۱۹۹۳ء میں نقل کیا گیا تھا۔ اب حکومت کی تبدیلی پر مدیر "شاداب" نے حسبِ ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے۔ مدیر]

یادش بخیر - نگران حکومت نے جاتے جاتے عجلت میں ایک تیرہ رکنی اقلیتی کمیشن کی تشکیل بھی کر دی تھی جس پر ہم نے ان کالموں میں تبصرہ کرتے ہوئے اسے غیر سرکاری سات اقلیتی اراکین (جن میں دو کا تعلق بھی اکثریت سے ہے) کی شمولیت پر ان کے غیر نمائندہ اور غیر مؤثر ہونے کی بنا